طلبِ اذن کی اہمیت

ڈاکٹر شہزا کوثر چیمہ

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو مکمل معاشرتی نظام دیا ہے اور ہر قسم کے آداب سکھائے ہیں۔ انھی آداب میں، گھروں میں داخل ہونے سے قبل، اذن یعنی اجازت طلب کرنے کے آداب بھی شامل ہیں۔ یہ لازمی قرار دیا گیا کہ مسلمان ایک دوسرے کے گھر میں بغیر اجازت داخل نہ ہوں۔ بغیر اجازت داخل نہ ہونے کی اصل حکمت فرد کی ذاتی زندگی کی اور گھر کے تخلیہ کی حفاظت ہے۔ کسی فرد اور گھر میں رہنے والوں کو یہ تحفظ حاصل ہونا چاہیے کہ کوئی ان کی زندگی میں بلا اطلاع و اجازت تانک جھانک نہ کرے، اور اندر نہ آ گھسے۔

قرآنی ہدایت

"جاہلیت میں اہلِ عرب کا طریقہ یہ تھا کہ وہ حییتم صباحًا حییتم مساءً (صبح بخیر، شام بخیر) کہتے ہوئے بے تکلف ایک دوسرے کے گھر میں گھس جاتے تھے، اور بسا اوقات گھر والوں پر اور ان کی عورتوں پر نادیدنی حالت میں نگاہیں پڑ جاتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی اصلاح کے لیے یہ اصول مقرر کیا کہ ہر شخص کو اپنے رہنے کی جگہ میں تخلیہ کا حق حاصل ہے اور کسی دوسرے شخص کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اس کے تخلیہ میں اس کی مرضی اور اجازت کے بغیر خلل انداز ہو" (تفہیم القرآن، جلد سوم، صفحہ ۳۷۶۔۳۷۷)۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اے ایمان والو! تم اپنے (خاص رہنے کے) گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل مت ہو، جب تک کہ (ان سے) اجازت حاصل نہ کر لو اور (اجازت لینے سے قبل) ان کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو۔ یہی تمھارے لیے بہتر ہے۔۔۔ (یہ بات تم کو اس لیے بتلائی گئی ہے) تاکہ تم خیال رکھو (اور اس پر عمل کرو)۔ پھر اگر ان گھروں میں تم کو (مختارِ اذن کی جانب سے) اجازت نہ دی جائے اور اگر تم سے (اجازت لینے کے

وقت) یہ کہہ دیا جائے کہ (اس وقت) لوٹ جاؤ تو لوٹ آیا کرو۔ یہی بات تمہارے لیے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی سب خبر ہے (اگر خلاف کرو گے تو سزا کے مستحق ہو گے)۔ تم کو ایسے مکانات میں چلے جانے کا گناہ نہ ہو گا' جن میں (گھر کے طور پر) کوئی نہ رہتا ہو۔ ان میں تمہارے کچھ مال و متاع ہوں اور تم جو کچھ اعلانیہ کرتے ہو اور جو پوشیدہ طور پر کرتے ہو' اللہ تو سب جانتا ہے۔ (سورۃ النور ۲۴' ۲۷' ۲۸' ۲۹)

مندرجہ بالا آیات میں جن "آداب" کا حکم عطا ہوا ہے ان میں مصلحت یہ ہے کہ معاشرے میں برائی رونما نہ ہو سکے اور صلح اور سکون ہو۔ جہاں معاشرہ صالح ہو گا وہاں تمدن بھی شائستہ ہو گا۔ چنانچہ قرآن پاک نے ان اسباب کے سدباب کے لیے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی ہے جو معاشرے کی اخلاقی فضا کو مکدر کر دیتے ہیں۔

اجازت کا مسنون طریقہ

اجازت حاصل کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ انسان کو جس گھر میں جانا مقصود ہے' وہاں پہنچ کر گھر والوں کو سلام کرے' اپنا نام بتائے' گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کرے۔ حضرت عمرؓ کے متعلق مروی ہے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو عرض کرتے: السلام علیکم' یا رسول اللہ" کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟

ابتدا میں جب استیذان کا قاعدہ مقرر کیا گیا تو لوگ اس کے آداب سے واقف نہ تھے۔ ربعیؓ سے روایت ہے' بنی عامر کے ایک مرد نے نبی کریمؐ سے اس وقت اجازت طلب کی جب کہ وہ گھر میں داخل ہو چکا تھا' اور کہا' کیا میں داخل ہو جاؤں؟ نبی کریمؐ نے اپنے خادم سے کہا' اس شخص کے پاس جاؤ اور اجازت طلب کرنا سکھاؤ' اور کہو کہ السلام علیکم کہہ کر اجازت لینا چاہیے کہ کیا میں داخل ہو جاؤں؟ اس آدمی نے حضورؐ کا فرمان سن لیا اور کہا' السلام علیکم' پھر کہا' کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ نبی کریمؐ نے اس کو اجازت دی تو وہ داخل ہوا۔ (بذل المجہود' ج ۶' ص ۳۱۷)

جابرؓ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں اپنے مرحوم والد کے قرضوں کے سلسلے میں آنحضرتؐ کے ہاں گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپؐ نے پوچھا "کون ہے؟" میں نے عرض کیا "میں ہوں!" آپؐ نے دو مرتبہ فرمایا "میں ہوں' میں ہوں" (یعنی اس "میں ہوں" سے کوئی کیا سمجھے کہ تم کون ہو)۔ گویا کہ آپؐ نے اسے ناپسند فرمایا۔ "کلدہ بن حنبل سے روایت ہے کہ ان کو صفوان بن امیہؓ نے دودھ' ہرن کا بچہ اور کچھ لکڑیوں کے ساتھ رسول اللہؐ کے پاس بھیجا تو نبی کریمؐ مکہ کے بالائی حصے میں تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام نہیں کیا اور داخل ہو گیا۔ حضورؐ نے فرمایا' لوٹ جاؤ اور

السلام علیکم کہو۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب حضرت صفوان اسلام لا چکے تھے۔ (ابو داؤد' کتاب الادب' باب الاستیذان)

تخلیہ کے حق کا اطلاق

گھر خواہ اہلِ خانہ کی ملکیت ہو' یا اس نے کرایہ پر حاصل کیا ہو' یا وہ عاریتاً اس میں گزر بسر کرتا ہو' خواہ اس گھر میں محرم ہوں یا غیر محرم' مرد رہتے ہوں یا عورتیں' تمام صورتوں میں جو صاحبِ خانہ ہے' اس سے اجازت لینی چاہیے۔ گھر والا اجازت دے یا اس نے جس کو اجازت دینے کا اختیار دیا ہے' وہ اجازت دے۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں:

○ وہ مکان جو خاص اپنے رہنے کا ہو اور جس میں دوسرے آدمی کے آنے کا احتمال نہیں' اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ اس میں کسی کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں' کیونکہ وجوبِ استیذان کی علت اس میں موجود نہیں ہے۔

○ جس مکان میں کوئی اور بھی رہتا ہو' خواہ وہ محارم ہی کیوں نہ ہو' یا جہاں کسی اور کے آ جانے کا بھی احتمال ہو' اس قسم کے متعلق حکم ہے کہ خواہ لوگ ان گھروں میں بطور مِلک کے' یا بطور عاریت کے' یا اجارہ کے رہتے ہوں' ان میں مت داخل ہو' جب تک کہ ان سے اجازت حاصل نہ کرو۔ یہ حکم استیذان مردانہ و زنانہ سب گھروں کے لیے ہے۔ استیذان واجب ہے اور تقدیمِ سلام سنت ہے۔.... وہ مکان بھی اس سے مستثنیٰ ہے جہاں اس غرض سے بیٹھا ہو کہ جس کا دل چاہے ملنے کو آوے۔ جو مکان خلوت اور آرام کے لیے مخصوص ہے' گو مردانہ ہی ہو' یا ملاقات کا مکان خلوت خانہ بن جائے' کسی اور قرائن سے معلوم ہو جاوے' وہاں استیذان کی حاجت ہو گی۔ (بیان القرآن' ج ۸' ص ۱۳)

○ جس میں کہ بالفعل رہنے یا نہ رہنے دونوں کا احتمال ہو۔

○ وہ گھر جس میں کسی کی خاص سکونت متعین نہ ہو جیسے مدرسہ' خانقاہ اور سرائے وغیرہ۔

اگرچہ یہاں خطاب مردوں کو ہے لیکن عورتوں کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

حضورؐ نے تخلیہ کے اس حق کو صرف گھروں میں داخل ہونے کے سوال تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے ایک عام حق قرار دیا' جس کی رو سے دوسروں کے گھروں میں جھانکنا' باہر سے نگاہ ڈالنا' حتیٰ کہ دوسرے کا خط اس کی اجازت کے بغیر پڑھنا بھی ممنوع ہے۔ (تفہیم القرآن' جلد سوم' ص ۳۷۶-۳۷۷)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا، "جس نے اپنے بھائی کی اجازت کے بغیر اس کے خط پر نظر دوڑائی اس نے گویا آگ میں جھانکا۔" (حافظ المنذری، مختصر سنن ابی داؤد)

دروازے پر کھڑے ہونے کے آداب

رہبرِ مدنیت رسولِ مقبولؐ نے اپنے قول و فعل سے اس بات کی ہدایت فرمائی ہے کہ اجازت طلب کرنے والے کو دروازے کے عین سامنے کھڑا نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ اس زمانے میں گھروں کے دروازوں پر پردے نہ لٹکائے جاتے تھے۔

حضرت ہذیل بن شرجیلؒ کہتے ہیں، ایک شخص نبی کریمؐ کے ہاں حاضر ہوا، اور عین دروازے پر کھڑا ہو کر اجازت مانگنے لگا۔ حضورؐ نے اسے فرمایا: "پرے ہٹ کر کھڑے ہو، اجازت مانگنے کا حکم تو اس لیے ہے کہ نگاہ نہ پڑے" (بذل المجهود، ج ۲، ص ۳۱۷)۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: جب نگاہ داخل ہو گئی تو پھر خود داخل ہونے کے لیے اجازت مانگنے کا کیا موقع رہا۔" (ایضاً، ص ۳۱۶)

حضورؐ کا اپنا قاعدہ مبارک بھی یہ تھا کہ جب کسی کے ہاں تشریف لے جاتے تو دروازے کے عین سامنے کھڑے نہ ہوتے۔ آپؐ دروازے کے دائیں یا بائیں کھڑے ہو کر اجازت طلب فرمایا کرتے تھے۔

آنحضورؐ نے اس شخص کو بھی تنبیہہ فرمائی ہے جو بغیر اجازت کے دوسروں کے گھروں میں جھانکے۔ حضرت انسؓ خادمِ رسولؐ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرتؐ کے حجرے میں باہر سے جھانکا۔ حضورؐ اس وقت ایک تیر ہاتھ میں لیے ہوئے تھے۔ آپؐ اس کی طرف اس طرح بڑھے جیسے کہ اس کے پیٹ میں بھونک دیں گے۔ (صحیح بخاری)

تفسیر ابنِ کثیر میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی تیرے گھر میں جھانکے اور تو ایک کنکری مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دے تو کچھ گناہ نہیں (ج ۳، ص ۲۷۹)۔ ایک اور حدیث میں ہے: جس نے کسی کے گھر میں جھانکا اور گھر والوں نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو ان پر کچھ مواخذہ نہیں۔ (جصاص، احکام القرآن، جلد ۳، ص ۳۸۵)

امام شافعیؒ اس ارشادِ نبویؐ کی روشنی میں جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دینے کو جائز رکھتے ہیں۔ لیکن حنفیہ اس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ یہ اجازت محض نگاہ ڈالنے کی صورت میں نہیں ہے۔ بلکہ اس صورت میں ہے جبکہ کوئی شخص گھر میں بلا اجازت گھس آئے اور گھر والوں کے

روکنے پر وہ باز نہ آئے' اور گھر والے اس کی مزاحمت کریں۔ اس کشمکش اور مزاحمت میں اس کی آنکھ پھوٹ جائے یا کوئی اور عضو ٹوٹ جائے تو گھر والوں پر کوئی مواخذہ نہ ہو گا۔

فقہا نے نگاہ ہی کے حکم میں سماعت کو بھی شامل کیا ہے۔ مثلاً اندھا آدمی اگر بلا اجازت آئے تو اس کی نگاہ نہ پڑے گی' مگر اس کے کان گھر والوں کی باتیں بلا اجازت سنیں گے۔ یہ چیز بھی نظر ہی کی طرح تخلیہ کے حق میں بے جا مداخلت ہے۔

اپنے گھر میں داخل ہونا

اجازت لینے کا حکم صرف دوسروں کے گھر جانے کی ہی صورت میں نہیں ہے بلکہ خود اپنی ماں بہنوں کے پاس جانے کی صورت میں بھی ہے۔ ایک شخص نے نبیؐ سے پوچھا: "کیا میں اپنی ماں کے پاس جاتے وقت بھی اجازت طلب کروں"۔ آپؐ نے فرمایا: "ہاں۔" اس نے کہا: "میرے سوا اس کی خدمت کرنے والا اور کوئی نہیں ہے۔ کیا ہر بار جب میں ان کے پاس جاؤں تو اجازت مانگوں"۔ آپؐ نے فرمایا: "کیا تو پسند کرتا ہے کہ اپنی ماں کو برہنہ دیکھے؟" حضرت عبداللہؓ بن مسعود کا قول ہے: "اپنی ماں' بہنوں کے پاس بھی جاؤ تو اجازت لے کر جاؤ" (تفسیر ابن کثیر' ج ۳' ص ۲۸)۔ بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ اپنے گھر میں اپنی بیوی کے پاس جاتے ہوئے بھی آدمی کو کم از کم کھنکار دینا چاہیے۔ ان کی بیوی زینبؓ کی روایت ہے کہ جب وہ کبھی گھر میں آنے لگتے تو پہلے کوئی ایسی آواز کر دیتے تھے جس سے معلوم ہو جائے کہ وہ آ رہے ہیں۔ وہ اسے پسند نہ کرتے تھے کہ اچانک گھر میں آن کھڑے ہوں۔ (ابنِ کثیر' ج ۳' ص ۲۸۰)

استثنائی صورت

سید مودودیؒ لکھتے ہیں کہ اجازت طلب کرنے کے حکم سے صرف یہ صورت مستثنیٰ ہے کہ کسی کے گھر اچانک کوئی مصیبت آ جائے' مثلاً آگ لگ جائے یا کوئی چور گھس آئے۔ ایسے واقعہ پر مدد کے لیے بلا اجازت اندر جا سکتے ہیں۔ ایسے گھروں اور جگہوں میں جہاں لوگوں کے لیے داخلے کی عام اجازت ہو' مثلاً ہوٹل' سرائے' مہمان خانے' دوکانیں' مسافرخانے وغیرہ وغیرہ' وہاں داخل ہونے کے لیے اذن طلب کرنا ضروری نہیں۔ (تفہیم القرآن' ج ۳' ص ۳۷۸-۳۷۹)۔

طلبِ اجازت کی حد

اجازت لینے کے لیے حضورؐ نے زیادہ سے زیادہ تین بار پکارنے کی حد مقرر کر دی' اور فرمایا کہ "اگر تیسری بار پکارنے پر بھی جواب نہ آئے تو واپس ہو جاؤ۔" (صحیح بخاری)

حضورؐ کا اپنا یہی طریقہ تھا۔ ایک مرتبہ آپؐ حضرت سعدؓ بن عبادہ کے ہاں گئے' اور السلام علیکم کہہ کر دو دفعہ اجازت طلب کی' مگر اندر سے جواب نہ آیا۔ تیسری مرتبہ جواب نہ ملنے پر آپؐ واپس ہو گئے۔ حضرت سعدؓ اندر سے دوڑ کر آئے اور عرض کیا: "یا رسول اللہ" میں آپؐ کی آواز سن رہا تھا' مگر میرا جی چاہتا تھا کہ آپؐ کی زبانِ مبارک سے میرے لیے جتنی بار بھی سلام و رحمت کی دعا نکل جائے اچھا ہے۔ اس لیے بہت آہستہ آہستہ جواب دیتا رہا۔" (بذل المجهود' ج ۶' ص ۳۱۹)

سیّد مودودیؒ لکھتے ہیں: یہ تین بار پکارنا پے در پے نہ ہونا چاہیے' بلکہ ذرا ٹھہر کر پکارنا چاہیے تاکہ صاحبِ خانہ کو اگر کوئی مشغولیت جواب دینے میں مانع ہو تو اسے فارغ ہونے کا موقع مل جائے۔

اجازت یا تو صاحبِ خانہ کی معتبر ہے یا پھر کسی ایسے شخص کی جس کے متعلق آدمی یہ سمجھنے میں حق بجانب ہو کہ وہ صاحبِ خانہ کی طرف سے اجازت دے رہا ہے' مثلاً گھر کا خادم' یا اور کوئی ذمہ دار قسم کا مرد اور اگر چھوٹا بچہ کہہ دے کہ آ جاؤ تو اس پر اعتماد کر کے داخل نہ ہونا چاہیے۔ (تفہیم القرآن' ج ۳' ص ۳۷۸)

اجازت طلب کرنے میں اصرار نہ کرنا چاہیے' کیونکہ ازروئے قرآن اس بات کی اجازت نہیں دی گئی۔ بلکہ "سورہ النور" کی متعلقہ آیت کے الفاظ واضح طور پر یہی بتاتے ہیں کہ اگر تمہیں کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو "واپس ہو جاؤ"۔ اس پر عمل کرنا چاہیے تاکہ آپس کے تعلقات بگڑنے نہ پائیں۔

آدابِ استیذان کے فوائد

فرد کی ذاتی زندگی اور اس کے تخلیہ کے حق کے تحفظ' اخلاق کی پاکیزگی اور نفس کی طہارت کے لیے دوسرے کے گھر اور پرائیویٹ زندگی میں داخل ہونے سے قبل اذن حاصل کرنا بہت لازمی امر ہے۔ استیذان کے متعلق جتنے آداب کا ذکر کیا گیا ہے' ان پر عمل کرنے سے یہ مقاصد حاصل ہوتے ہیں۔